محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

قَالَ اَنَسٌ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِیْ یَوْمًا لِحَاجَۃٍ، فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَا اَذْھَبُ، وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْھَبَ لِمَا اَمَرَنِیْ بِہٖ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اَمُرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ وَھُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَابِضٌ بِقَفَایَ مِنْ وَّرَائِیْ، فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ وَھُوَ یَضْحَکُ، فَقَالَ یَا اُنَیْسُ اِذْھَبْ حَیْثُ اَمَرْتُکَ، قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْھَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ قَالَ اَنَسٌ وَاللّٰہِ لَقَدْ خَدَمْتُہٗ سَبْعَ سِنِیْنَ اَوْ تِسْعَ سِنِیْنَ مَا عَلِمْتُ قَالَ لِشَیْءٍ صَنَعْتُ، لِمَ فَعَلْتَ کَذَا وَکَذَا وَلَا لِشَیْءٍ تَرَکْتُ، ھَلَّا فَعَلْتَ کَذَا وَکَذَا ۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الحلم و اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ حسنِ اخلاق کے مالک تھے ۔ آپ نے ایک دن مجھے کسی کام کے لیے جانے کو فرمایا، میں نے جواب دیا، خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گا، اور میرے جی میں یہ بات تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، میں ضرور جاؤں گا، چنانچہ میں جانے کے لیے گھر سے نکلا تو میرا گزر ان بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل کود رہے تھے ۔ اچانک وہاں حضور تشریف لے آئے اور آپ نے پیچھے سے میری گردن پکڑ لی، میں نے دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے ۔ آپ نے (پیار سے مجھے) فرمایا، اُنیس جہاں میں نے جانے کو کہا تھا، وہاں جاؤ، میں نے عرض کیا، ہاں! یا رسول اللہ، جا رہا ہوں ——— (یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد) حضرت انس نے سات سال فرمایا یا نو سال (اس میں راوی کو شک ہے) کہ میں نے حضور کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا، لیکن مجھے یاد نہیں کہ میں نے کسی چیز کے بارے میں کہا ہو کہ یہ کام میں نے کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا ہو کہ تم نے اس طرح کیوں کیا؟ اور نہ یہ کہ میں نے کہا ہو کہ یہ کام میں نے نہیں کیا تو آپ نے فرمایا ہو کہ تم نے اس طرح کیوں نہیں کیا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی اور خادمِ خاص تھے ۔

انھوں نے نو سال سے زیادہ عرصہ (تقریباً دس سال) تک حضور کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ ان کے بچپن کا زمانہ تھا۔ اس زمانے کا یہ واقعہ جو انھوں نے بیان فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی حسنِ اخلاق، نہایت متحمل مزاجی اور بہ درجہ غایت رحم دلی پر دلالت کرتا ہے۔ ظاہر ہے، حضرت انس وہی عادات رکھتے تھے جو عام طور پر بچوں میں پائی جاتی ہیں، یعنی دل چاہا تو فوراً تعمیلِ حکم کر دی اور کام کے لیے بھاگ دوڑے، اگر نہ جی چاہا تو صاف انکار کر دیا اور کوئی پروا نہ کی۔ پھر ایسا بھی ہوا کہ حضور کے کہے بغیر کوئی کام کر دیا اور وہ غلط ہوا، یا حضور کے کہنے کے باوجود سستی کی اور اپنے آپ کو کام کے لیے آمادہ نہ کر سکے۔ یعنی بچپن میں جو عادتیں ایک بچے میں ہو سکتی ہیں، وہ حضرت انس میں موجود تھیں اور ان کا اظہار وہ خود بھی کرتے ہیں، جس طرح ضد میں آ کر بچے قسمیں کھانے لگتے ہیں، اسی طرح انس بھی قسمیں کھاتے اور انکار پر اُتر آتے تھے۔ لیکن قربان جائیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر کہ آپ نے نہ کبھی ان کو ڈانٹا، نہ مارا پیٹا اور نہ سختی اور تشدد کا کسی صورت میں بھی برتاؤ کیا۔ ہمیشہ نرمی، حلم اور شفقت کا مستحق گردانا اور جو کچھ کہا، انتہائی پیار اور محبت بھرے الفاظ سے کہا۔ بچے کو ہر معاملے میں بچے کی سطح پر ہی رکھا اور اس کے لیے وہی الفاظ استعمال فرمائے جو بچے کے لیے مخصوص ہیں۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بچوں کی نفسیات کا خوب علم رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ان پر سختی کی جائے تو وہ ضد اور سرکشی پر اتر آتے ہیں اور اس سے ان کی عادتیں بگڑ جاتی ہیں۔ جو کام نرمی سے ہو سکتا ہے وہ سختی سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خادم اور ملازم کو بالخصوص نرمی کا مستحق گردانا جائے کیوں کہ اس سے ہر وقت کام پڑتا ہے اور اس سے کام لینے کا صحیح طریقہ نرمی ہے۔

ہمارے گھروں میں بھی عام طور پر چھوٹی عمر کے بچوں کو ملازم اور خادم کی حیثیت سے رکھا جاتا ہے، سوال یہ ہے کہ ہمارا ان کے بارے میں کیا طرزِ عمل ہوتا ہے؟ کیا ہم ان کی چھوٹی چھوٹی لغزشوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں یا سختی اور تشدد سے پیش آتے ہیں؟ کیا ہم اپنے طرزِ عمل سے ان کی عادتوں کو بگاڑنے کا باعث تو نہیں بنتے؟ اس حدیث کی روشنی میں ہم سب کو اس پر غور کرنا چاہیے۔